ہر اتوار کو روزنامہ اسلام کے ساتھ شائع ہوتا ہے

بچوں کا اسلام

1107

اتوار 20 ربیع الثانی 1445ھ
مطابق 5 نومبر 2023ء

پاکستان کا سب سے زیادہ شائع ہونے والا بچوں کا مقبول ترین ہفت روزہ

القرآن

گناہ پر اصرار

اور وہ کہ جب کوئی کھلا گناہ یا اپنے حق میں کوئی اور بُرائی کر بیٹھتے ہیں تو اللہ کو یاد کرتے اور گناہوں کی بخشش مانگتے ہیں اور اللہ کے سوا گناہ بخش بھی کون سکتا ہے؟ اور جان بوجھ کر اپنے افعال پر اَڑے نہیں رہتے۔

(سورۂ آل عمران، آیت: 135)

الحدیث

اصرار اور استغفار

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''گناہ پر ندامت اور استغفار کرنے والا شخص گناہ پر اَڑنے والا شمار نہیں ہوگا، اگرچہ ایک دن میں ستر مرتبہ گناہِ صغیرہ کا ارتکاب کرے۔''

(رواہ ابوداؤد)

دستک

ہنس مکھ اور ملنسار ہونے کا انعام!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

آمنے سامنے کے ایک خط میں ہمارے ایک بھتیجے نے ہمیں لمبی عمر کی دعا دی تو بے ساختہ لمبی عمر کے امکانات پر کچھ عرصہ قبل پڑھی ایک حیرت انگیز تحقیق یاد آ گئی۔

خیال آیا کہ کیوں نہ اس تحقیق سے اپنے قارئین کو بھی آگاہ کیا جائے۔ ویسے بھی دستک میں کبھی کبھار اِدھر اُدھر کی باتیں کرنے میں کوئی حرج تو نہیں ہے۔ بلکہ ہمیں یقین ہے کہ ہماری اِدھر اُدھر کی باتوں سے بھی ہمارے پیارے قارئین کچھ نہ کچھ ضرور استفادہ کر لیتے ہوں گے۔

تو جناب! یہ تحقیق دنیا بھر میں اُن تین لاکھ افراد پر کی گئی تھی، جو سٹھیا چکے تھے۔ یعنی ساٹھ برس سے زائد عمر کے تھے۔

(سچ سچ بتایئے گا، یہ ''ساٹھ سے سٹھیا'' والی بات پہلے آپ کے علم میں تھی؟)

سات سال تک مسلسل کی گئی اس تحقیق میں معلوم ہوا کہ آلودہ فضا میں سانس لینا، موٹاپا، غیر متوازن غذا، ہائی بلڈ پریشر، سست و کاہل ہونا، ورزش نہ کرنا اور غلط عادتوں جیسی چیزوں سے زیادہ، عمر کے کم یا زیادہ ہونے میں اہم سبب جو نکلا، وہ کسی شخص کے سوشل تعلقات تھے۔

پھر سوشل ہونے کے بھی دو درجات ہیں، ایک چیز ہے آپ کا اپنا سوشل نیٹ ورک:

☆......یعنی کتنے ایسے لوگ ہیں جن پر آپ کسی مصیبت میں بھروسا کر سکتے ہیں؟

☆......اچانک طبیعت خراب ہونے پر آپ اپنے کتنے پیاروں پر انحصار کر سکتے ہیں؟

☆......ضرورت پڑنے پر آپ کو بآسانی ادھار مل سکتا ہے یا نہیں؟

اِس قسم کے گہرے تعلقات لمبی عمر پر اہم اثر ڈالتے ہیں مگر یہ اہمیت میں دوسرے نمبر پر ہیں، جبکہ وہ بات جو عمر کی طوالت میں سب سے اہم یعنی اول نمبر پر سامنے آئی، وہ بڑی دلچسپ تھی اور وہ ہے کسی انسان کا مردم بیزار اور خشک مزاج نہ ہونا۔

☆......یعنی کیا آپ راہ چلتے ہوئے یا سفر میں آسانی سے کسی بھی مسلمان بھائی کے ساتھ گپ شپ لگا سکتے ہیں یا منہ پھلائے اپنے آپ ہی میں مگن بیٹھے رہتے ہیں......؟

☆......آپ بنا جان پہچان کے کسی کی بھی مدد کرنے کے لیے تیار رہتے ہیں؟

☆......اپنے قریبی لوگوں کے علاوہ کتنے لوگوں سے آپ خوشگوار تعلقات بنا سکتے ہیں اور کتنی جلدی!؟

☆......اور کیا آپ اپنے رشتے داروں کی مدد (صلہ رحمی) کرتے ہیں؟

تو بچو، بھائیو اور دوستو......!

اگر آپ بس میں اپنے ساتھ بیٹھے شخص سے گفتگو کا آغاز کر سکتے ہیں!

اگر آپ دوسروں کے ساتھ چلیے، سوچ، قومیت اور زبان کے فرق سے بالاتر ہو کر مل جل کر کام کر سکتے اور ان کے ساتھ خوشگوار تعلقات بنا سکتے ہیں۔

اگر آپ اپنے قریبی دوستوں اور جاننے والوں میں قابلِ بھروسا ساتھی ہیں، یعنی جس پر کسی بھی پریشانی میں بھروسا کیا جا سکے اور جسے بلا کھٹکے اپنا راز بتایا جا سکے؟

اور اگر آپ کے دور قریب کے رشتے دار اپنی کسی بھی ضرورت کے وقت بے جھجک آپ کو کسی بھی وقت پکار سکتے ہیں۔

تو نہ صرف آپ اس دنیا میں دوسروں کی زندگی میں خوشگوار اضافہ ہیں، بلکہ زندگی گزارنے کے ایسے طریقے کی وجہ سے آپ اپنی عمر میں برکت بھی پا رہے ہیں۔

الحمدللہ! یہ دونوں باتیں آپ کے مدیر چاچو کو نصیب ہیں، اگرچہ بہت ساری صحت کی خرابیاں بھی موجود ہیں۔

اچھا یہ تو انسانوں کی تحقیق ہے۔ اصل بات تو ہمارے دین کی سنائی خوشخبری ہے: خیرُ الناس اَنفعُھم لِلناس! یعنی بہترین انسان وہ ہے جو اللہ رب العزت کے کنبے (مخلوق) کے لیے نفع مند ہو۔ نیز حدیث مبارکہ کا مفہوم بھی ہے کہ صلہ رحمی کرنے والے کی عمر میں ایسی برکت ڈال دی جاتی ہے کہ دوسرے لوگ بس دیکھتے ہی رہ جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو خوش مزاجی کی، اچھے اخلاق اور صلہ رحمی کی دولت نصیب فرمائے اور ہمیں ایمان واعمال اور عافیت و مسرت والی لمبی عمر عطا فرمائے، آمین!

والسلام

محمد فیصل شہزاد

درخت کا دوست

ظفر حسنین

عبدالہادی ایک پیارا سا بچہ تھا۔ وہ اپنے چچا جان کے پاس رہتا تھا، کیونکہ اس کے امی ابو اللہ تعالیٰ کے پاس چلے گئے تھے۔

عبدالہادی کے چچا جان اور چچی جان اس سے بہت پیار کرتے تھے۔ چچا جان کا ایک بیٹا عکاشہ بھی تھا جو اپنے والدین کے برعکس بہت مغرور بچہ تھا۔ اس نے اپنے گھر میں اپنے مرحوم تایا کے بیٹے کو قبول نہیں کیا تھا۔ جب عبدالہادی نے عکاشہ کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھایا کہ ''پیارے بھائی عکاشہ! کیا تم مجھ سے دوستی کرو گے؟''

تو عکاشہ نے صاف منع کر دیا۔ عبدالہادی کا ہاتھ جھٹکتے ہوئے بولا:

''نہیں...... میں تم سے دوستی نہیں کر سکتا، جن کے امی ابو نہیں ہوتے وہ غریب ہوتے ہیں اور میں غریب بچوں سے دوستی نہیں کرتا۔''

عبدالہادی نے عکاشہ کی بات سنی تو اسے ظاہر ہے، بہت دکھ ہوا۔

اس کا کوئی بھی تو دوست نہیں تھا۔

ان کے گھر کے پاس ایک باغ تھا۔ ایک دن عبدالہادی باغ میں گیا تو اس کی نظر سیب کے ایک درخت پر پڑی۔

وہ مایوسی سے اس درخت کے نیچے بیٹھ گیا اور بڑبڑانے لگا:

''میرا تو کوئی بھی دوست نہیں ہے، کاش کوئی میرا دوست ہوتا!''

ابھی اس نے اتنا ہی کہا تھا کہ درخت سے ایک سیب اُس پر آ گرا۔

عبدالہادی نے پہلے سیب پھر درخت کو گھورتے ہوئے کہا:

''میں پہلے ہی پریشان ہوں، تم سیب مجھ پر گرا کر مجھے مزید پریشان کر رہے ہو۔''

''میں تمھیں پریشان نہیں کر رہا، بلکہ میں تو تمھیں اپنا دوست بنانا چاہتا ہوں۔'' درخت بولا۔

''کیا ایسا ہو سکتا ہے؟'' عبدالہادی کو درخت کی بات کا یقین نہیں آ رہا تھا۔

''ہاں ہاں کیوں نہیں؟ تم میرے دوست بن سکتے ہو۔''

درخت کی بات سن کر عبدالہادی خوش ہو گیا۔

اب عبدالہادی جب بھی باغ میں جاتا ہے، اُس کا دوست سیب کا درخت اُسے مزے مزے کے سیب کھانے کے لیے دیتا ہے اور اس سے ڈھیروں باتیں کرتا ہے۔

اب عبدالہادی روز اپنے دوست سے ملنے آتا ہے۔ درخت کے نیچے بیٹھ کر عبدالہادی اپنا ہوم ورک کرتا ہے۔ سیب کا درخت اُس کا بہت اچھا دوست ہے۔ عبدالہادی اب اُداس نہیں ہوتا۔ بھلا جس کا سیب کے درخت جیسا اچھا دوست ہو، وہ کیوں اُداس ہو......!

دُرود کے مسنون صیغے (۵)

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے "زاد السعید" کے نام سے صلوٰۃ وسلام پر مشتمل چالیس صیغے جمع فرمائے۔

حضرت لکھتے ہیں: "جو صیغے صلوٰۃ وسلام کے احادیث میں آئے ہیں اُن میں سے چالیس صیغے پیش ہیں جن میں سے پچیس صلوٰۃ کے اور پندرہ سلام کے ہیں۔"

انھی مسنون صیغوں سے ہر ہفتے درود وسلام کا ایک صیغہ پیش کیا جا رہا ہے۔

قارئین! انھیں یاد کیجیے، روزانہ پڑھنے کا اہتمام کیجیے اور اپنے دوستوں کو بھی یاد کروائیے۔ اس طرح درود وسلام کا اجر بھی ملے گا، تلاوت حدیث کا بھی اور چالیس احادیث یاد کرنے کروانے پر از روئے حدیث قیامت کے دن علماء کرام کے ساتھ اٹھائے جانے کی بشارت کے مستحق بھی آپ بن جائیں گے۔ کیوں ہے نا مزے کی بات؟! (مدیر)

صلوٰۃ کا پانچواں صیغہ:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ.

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ.

سلام کا پانچواں صیغہ:

بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ، اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ أَسْأَلُ اللّٰهَ الْجَنَّةَ وَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ.

خط کتابت کا پتا: دفتر روزنامہ اسلام، ناظم آباد، کراچی bkislam4u@gmail.com, 021 366 099 83

ادارہ روزنامہ اسلام کی تحریری اجازت کے بغیر بچوں کا اسلام کی کوئی تحریر کہیں شائع نہیں کی جا سکتی۔ بصورت دیگر ادارہ قانونی چارہ جوئی کرنے کا حق رکھتا ہے۔

سالانہ زر تعاون: اندرون ملک 1500 روپے بیرون ملک ایک میگزین 22000 روپے دو میگزین 25000 روپے
انٹرنیٹ: www.dailyislam.pk

’’کہاں مرے ہوئے تھے اتنی دیر سے؟ تمھارے انتظار میں سوکھ کر کانٹا ہو گیا ہوں۔‘‘
راشد نے علی کی شکل دیکھتے ہی کہا۔

’’ارے یار! وہ دراصل ابو کمرے میں آ گئے تھے، اُن کے سامنے وہ کتاب نکالتا تو اب تک میری ہڈیوں کا سرمہ بن چکا ہوتا۔‘‘
علی نے ہانپتے ہوئے جواب دیا۔

’’اچھا چلو اب ذرا جلدی سے کتاب کی شکل دکھاؤ۔‘‘
راشد نے بے چینی سے کہا۔

’’یہ لو۔‘‘ علی نے وہ کتاب اس کی طرف بڑھائی جس کے سرورق پر بہت سے دائرے بنے ہوئے تھے اور اوپر تحریر تھا: ’’ہپناٹزم سیکھیے!‘‘

’’واہ یار! یہ تو بڑے کام کی کتاب لگتی ہے لیکن تمھیں یہ ملی کہاں سے؟‘‘
راشد نے کتاب کی ورق گردانی کرتے ہوئے سوال کیا۔

’’بس یار...... کیا بتاؤں، اسے حاصل کرنے کے لیے کتنے پاپڑ بیلنے پڑے، اتوار بازار کے ہر ٹھیلے کو چھانا تب جا کر یہ ہاتھ لگی، اور تو اور اُس ٹھیلے والے کو بھی پتا چل گیا تھا کہ مجھے اِس کتاب کی کتنی شدید ضرورت ہے، اس لیے اس نے مجھ سے پورے سو روپے اینٹھ لیے۔‘‘

’’تمھیں یقین ہے کہ ہم ایک ہی رات میں ہپناٹزم سیکھ جائیں گے؟‘‘
راشد نے قدرے بے یقینی سے پوچھا۔

’’ہاں ہاں، دیکھو اس کی مشق میں صاف صاف لکھا ہے کہ اگر کوئی بارہ موم بتیاں جلا کر مسلسل ایک گھنٹے تک اُن کے شعلے کو دیکھتا رہے تو اس کی آنکھوں میں وہ طاقت آ جائے گی جس کے ذریعے وہ کسی کو بھی اپنا غلام بنا سکتا ہے۔‘‘
علی نے اس کو اطمینان دلایا۔

’’علی! کاش یہ کتاب پچھلے سال ہمارے ہاتھ لگ جاتی تو ہم ساتویں میں رعایتی پاس نہ ہوتے، بلکہ پورے اسکول میں ٹاپ کرتے، خیر کوئی بات نہیں تب نہ سہی اب سہی۔‘‘

’’بس کل پرچے سے پہلے میں سر کی آنکھوں میں دیکھ کر انھیں ہپناٹائز کر دوں گا، پھر ہم خوب دھڑلے سے نقل کریں گے اور...... اور پھر ہمیں ٹاپ کرنے سے کوئی نہیں روک پائے گا ہاہاہا۔‘‘
علی نے ہنستے ہوئے کہا تو راشد ہنس پڑا، پھر وہ دونوں کتاب میں درج مشق کرنے کی تیاری کرنے لگے۔

☆......☆

علی اور راشد ہم جماعت ہی نہیں، بلکہ ہم محلہ بھی تھے۔ دونوں ویسے تو خاصے ذہین تھے، لیکن اپنے دماغ کا استعمال وہ پڑھائی میں ذرا کم ہی کرتے تھے۔ سارا سال اپنا وقت صرف کھیل کود اور شرارتوں میں برباد کرتے۔ ان کے گھر والے اور اساتذہ انھیں سمجھا کے تھک چکے تھے کہ کھیل کے ساتھ پڑھائی بھی ضروری ہے، مگر انھوں نے ان کی ہر کہی اَن سنی کر دی۔ اب امتحانات کے دوران میں بھی ان کی توجہ پڑھائی کی بجائے اُلٹے سیدھے چکروں کے ذریعے کامیابی حاصل کرنے کی جانب تھی۔

اگلی صبح جب وہ اسکول پہنچے تو اُن کی آنکھیں مسلسل موم بتی کا شعلہ دیکھنے کی وجہ سے سرخ ہو رہی تھیں۔ ابھی پرچہ شروع ہونے میں کچھ دیر باقی تھی کہ سر عامر کی نظر علی کی آنکھوں پر پڑی۔

’’ارے علی! تمھاری آنکھوں کو کیا ہوا ہے، کیا ساری رات سوئے نہیں؟‘‘

’’سر! دراصل میں رات بھر امتحان کی تیاری کر رہا تھا۔‘‘
علی نے سر کی آنکھوں میں بغور دیکھتے ہوئے سفید جھوٹ بولا۔

’’اگر شروع سال سے پڑھائی کر لیتے تو اتنی تکلیف اُٹھانے کی ضرورت نہیں پڑتی۔‘‘
انھوں نے ہمدردانہ لہجے میں کہا۔

اُدھر علی دل ہی دل میں سر کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے انھیں ہدایت دے رہا تھا:
’’آپ میرے غلام ہیں، میں اور راشد نقل کریں گے تو آپ ہمیں دیکھتے ہوئے بھی نہیں دیکھیں گے۔‘‘

اسی وقت سر آگے بڑھ گئے تو علی کے دل میں خوشی کے لڈو پھوٹ پڑے، اس نے قریب بیٹھے راشد سے سرگوشی کی: ’’لو میں خواہ مخواہ ہی پریشان ہو رہا تھا، یہاں تو سر نے خود ہی میری آنکھوں میں جھانک لیا۔ میں نے انھیں ہپناٹائز کر دیا ہے، دیکھا نہیں وہ رکے نہیں فوراً چلے گئے!‘‘ راشد بھی خوشی سے کھل اٹھا۔

پرچہ شروع ہوتے ہی دونوں دوستوں نے اپنے ’’کارتوس‘‘ نکالے اور بے دھڑک

صحابہ اور تابعین کے ایمان افروز اور انوکھے واقعات جاننے کے لیے دو بہترین کتابیں

صحابہ کے واقعات

- 75 کامیاب ہستیوں کا خوبصورت تذکرہ
- واقعات سے حاصل شدہ قیمتی فوائد و نصائح پر مشتمل
- دین سے محبت اور عمل کا شوق ابھارنے میں معاون

تابعین کے واقعات

- 32 خوش نصیب ہستیوں کا ایمان افروز تذکرہ
- قیمتی فوائد و نصائح پر مشتمل
- اسکول و مدارس کے نصابی تقاضوں سے ہم آہنگ

آئیں! مل کر کتاب دوستی کو فروغ دیں اور اس پیغام کو عام کریں۔

مستند مجموعۂ وظائف

اب موبائل ایپلی کیشن میں بھی دستیاب ہے۔

GET IT ON Google Play

بیت العلم

کراچی فون: 021-32726509 ، موبائل: 0309-2228089

لاہور فون: 042-37112356

Visit us: www.mbi.com.pk maktababaitulilm

نقل کرنے لگے۔ ایک گھنٹہ گزر گیا، چونکہ وہ کلاس کے درمیان میں بیٹھے تھے اس لیے اب تک سر کی نظر اُن پر نہیں پڑی تھی، اُدھر وہ بے انتہا خوش تھے کہ ہپناٹزم کام آ گیا تھا، اب سر انھیں نہیں دیکھ سکتے تھے، لیکن......لیکن بکرے کی ماں آخر کب تک خیر مناتی، وہ نقل کرنے میں مگن تھے کہ اچانک سر عامر کی غضب ناک آواز اُن کی سماعت سے ٹکرائی اور وہ بری طرح اچھل پڑے۔

”علی اور راشد! غضب خدا کا تم لوگ اتنے دھڑلے سے نقل کر رہے ہو۔ شرم کرو بے شرمو! لاؤ اپنی کاپیاں اور کلاس سے باہر نکل کر مرغا بن جاؤ۔“

سر نے انھیں زور سے جھاڑا۔

”سر پلیز سر! ہمیں معاف کر دیں، اب ایسا نہیں ہوگا۔ ایک مرتبہ......صرف ایک مرتبہ ہمیں معاف کر دیں۔“ وہ دونوں گڑگڑائے۔

”جاتے ہو یا پرنسپل صاحب کو بلاؤں۔“

سر عامر کو شدید غصہ آ رہا تھا، انھوں نے ان کی ساری التجائیں اَن سنی کر دیں اور وہ دونوں بے چارگی سے اُٹھ کر باہر آ گئے۔

ان کے پیچھے پوری کلاس کی طنزیہ نگاہیں اُن کا تعاقب کر رہی تھیں۔

☆......☆

رات کو جب علی راشد کے گھر اس کے کمرے میں داخل ہوا تو وہاں کا منظر دیکھ کر اس کی آنکھیں مارے حیرت کے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

راشد کتاب کھولے بڑے انہماک سے پڑھائی میں مگن تھا۔

”ارے یار! میں تمھارے لیے کیا بڑھیا نسخہ لے کر آ رہا ہوں اور تم ہو کہ یہاں اِن کتابوں میں مغز کھپا رہے ہو۔“ اس کے منہ سے بے اختیار نکلا۔

”بس رہنے دو، تمھارے پچھلے نسخے نے نہ صرف ہمیں ایک پرچے میں فیل کر دیا بلکہ پوری کلاس میں بے عزت بھی کر دیا۔ اب جو رہی سہی عزت رہ گئی ہے اس کو تو مٹی میں نہ ملاؤ۔“ راشد نے اس کے آگے ہاتھ جوڑ دیے۔

”ارے اب ایسا نہیں ہوگا، یہ دیکھو۔“

اس نے راشد کو چمکارا اور ایک بوسیدہ سا صفحہ اس کے آگے کر دیا۔

”لو پڑھو اس پر کیا لکھا ہے؟“

”روحوں کو تسخیر کیجیے!......یہ......یہ کیا ہے؟“

راشد کو بھی اب ذرا سی دلچسپی پیدا ہونے لگی۔

”ارے یہ ایک عمل ہے بہت ساروں کا آزمایا ہوا، اس کے ذریعے روح کو بلوا کر اپنے کام کروائے جا سکتے ہیں۔ ہم روح کو بلوا کر اس کے ذریعے اگلے پرچے کے سوالات معلوم کر لیں گے۔“ علی نے مزید وضاحت کی۔

”اس کی کیا ضمانت ہے کہ یہ کام کر جائے گا، پہلا منصوبہ تو بری طرح ناکام ہو گیا تھا۔“

راشد اب کوئی خطرہ مول لینے کے لیے تیار نہ تھا۔

”بھئی میں یہ عمل، پراسرار علوم کے ماہر پروفیسر جگن سے لے کر آ رہا ہوں۔ وہ بھی پورے ہزار روپے میں۔ ارے اسے حاصل کرنے کے لیے تو میں نے اپنی پوری پونجی داؤ پر لگا دی ہے اور تم ہو کہ شک کر رہے ہو، بھئی تم تو اپنے یار ہو اس لیے تمھیں تو یہ مفت میں پڑ رہا ہے۔“ علی نے تفصیل سے پوری بات بتائی۔

”لیکن تم ہپناٹزم پر بھی اتنا ہی یقین کیے ہوئے تھے۔“

راشد کے شکوک ابھی تک دور نہیں ہوئے تھے۔

”ارے ہپناٹزم کو گولی مارو، اب تو میں پروفیسر جگن کے ڈیرے پر اُن لوگوں سے مل کر آرہا ہوں جو اس عمل کو آزما کر کامیاب زندگی گزار رہے ہیں۔ بھئی خود سوچو ان لوگوں کو کیا پڑی ہے، جو بلاوجہ پروفیسر کی طرف داری کریں؟!“

علی نے اسے مطمئن کرنے کی مزید کوشش کی۔

”دکھاؤ ذرا، میں بھی تو دیکھوں یہ عمل۔“

اب راشد پوری طرح اس کی باتوں کے جال میں پھنس چکا تھا۔

”نہیں نہیں...... ابھی نہیں! پروفیسر جگن نے سختی سے ہدایت کی ہے کہ یہ عمل آدھی رات کو کمرے میں اندھیرا کر کے موم بتی کی روشنی میں پڑھا جائے، ورنہ یہ جلالی عمل ہے، پڑھنے والے پر اُلٹا اثر بھی کر سکتا ہے۔“

علی اس کا ہاتھ پکڑ کر بولا اور پھر علی اپنے گھر میں کہہ آیا کہ وہ اور راشد رات کو پرچے کی تیاری کریں گے، پھر دونوں رات ڈھلنے کا انتظار کرنے لگے۔

خدا خدا کر کے گھڑی نے بارہ بجائے تو دونوں کمرے میں اندھیرا کر کے موم بتی کی روشنی میں وہ الٹے سیدھے الفاظ پڑھنے لگے۔

”یار علی! یہ کچھ زیادہ ہی بڑا نہیں؟“ راشد نے قدرے بے زاری سے کہا۔

”چپ احمق! سب ضائع کر دیا۔ منتر کے بیچ میں کچھ نہیں بولنا تھا۔ اب اسے دوبارہ شروع کرنا پڑے گا۔“

علی نے اسے جھڑکا اور وہ ایک بار پھر آغاز سے پڑھنے لگے۔

اِس دفعہ پورے عمل کے دوران میں انھوں نے آپس میں کوئی بات چیت نہیں کی۔

آخر عمل ختم ہوا تو دونوں روح کی راہ تکنے لگے۔

”یار! مجھے تو یہ عمل بھی فراڈ ہی لگتا ہے، بلاوجہ اتنا وقت ضائع کیا۔“

راشد نے قدرے مایوسی سے کہا۔

”نہیں نہیں! ایسا نہیں ہو سکتا۔“ علی ابھی تک پُرامید تھا۔

اچانک کمرے میں روشنی کا جھماکا ہوا اور ایک پراسرار سی روشنی ہر طرف پھیل گئی۔

خوف کی ایک لہر دونوں کے جسم میں دوڑ گئی اور وہ ڈر کے ایک دوسرے کے قریب آ گئے۔

اسی وقت کمرے میں ایک دھندلا سا ہیولا نمودار ہو گیا۔

”کک...... کک کون؟“ علی کی خوف کے مارے گھگھی بندھ گئی۔

”میں...... ہوں۔“ ہیولے نے بھاری مردانہ آواز میں صرف اتنا کہا۔

”اچھی روح! ہمارا ایک کام کر دو۔“ علی خوف پر قابو پاتے ہوئے گویا ہوا۔

”کیا کام؟“

”ہمیں معاشرتی علوم کے پرچے میں آنے والے تمام سوالات بتا دو۔“

علی نے مدعا بیان کیا۔

”کیا مطلب......؟ تم لوگوں نے امتحان کی تیاری نہیں کی ہے؟“

آنے والے کے لہجے میں حیرت تھی۔

اب اس کے خدوخال بھی قدرے واضح ہو گئے تھے۔

وہ باوقار لباس میں ملبوس لمبے قد کا مالک تھا۔

”ارے تیاری کرنی ہوتی تو پروفیسر جگن کو اتنے پیسے دے کر منتر خریدنے کی کیا ضرورت تھی؟“ علی جھنجھلا کر بولا۔

”پہلی بات تو یہ ہے کہ میں کسی پروفیسر کے منتر کی وجہ سے نہیں آیا۔ دوسرے مجھے سخت حیرت ہے کہ تم جیسے ہونہار بچے بجائے پڑھ لکھ کر اپنے وطن کی خدمت کرنے کی بجائے کن اُلٹے سیدھے چکروں میں پڑے ہوئے ہیں۔“

اس نے افسردہ لہجے میں کہا۔

”یار! مجھے تو لگتا ہے کہ تم نے منتر پڑھنے میں کچھ گڑبڑ کر دی ہے۔“

راشد نے علی کو ٹہوکا دے کر سرگوشی کی۔

”آپ اگر ہمارا کام نہیں کر سکتے تو بہانے تو نہیں بنائیے ناں۔“ علی کو غصہ آ گیا۔

”غصہ نہ کرو بلکہ اپنے گریبان میں جھانکو۔ میں نے قیامِ پاکستان کے بعد تم ہی جیسے طلبہ سے مخاطب ہو کر کہا تھا کہ تعلیم ہماری زندگی اور موت کا معاملہ ہے، اگر ہم نے بحیثیت قوم اپنے آپ کو تعلیم کے زیور سے آراستہ نہ کیا تو ہمارا دنیا میں کوئی مقام نہ ہوگا۔“

”آپ نے؟...... یہ...... یہ تو قائداعظم کے الفاظ ہیں...... آپ قائداعظم......!“

وہ دونوں بری طرح الجھ گئے۔

پھر موم بتی کی مدہم روشنی میں انھیں سامنے کھڑے شخص کا چہرہ دکھائی دینے لگا۔

”ارے یہ تو واقعی قائداعظم ہیں، پاکستان کے بانی!“

وہ دونوں ہی چیخ پڑے۔ انھوں نے دیکھا قائداعظم کی آنکھیں بھیگی ہوئی تھیں۔

”ہمیں معاف کر دیجیے قائداعظم! ہم غافل ہو گئے تھے۔“ وہ دونوں گڑگڑائے۔

”معاف تو میں کر دوں گا مگر ایک شرط پر۔“

وہ کیا......؟“

”وہ یہ کہ تم دونوں کو مجھ سے وعدہ کرنا پڑے گا کہ آئندہ ان الٹے سیدھے چکروں میں نہیں پڑو گے۔ یہ شرکیہ اعمال ہیں، ان سے فائدہ کچھ نہیں ہوگا بلکہ بہت بڑا نقصان ہو جائے گا کہ تمھارا ایمان خراب ہو جائے گا۔ چالاک لوگ ان چیزوں سے تمھارا مال ہی نہیں بٹوریں گے بلکہ ایمان بھی لوٹ لیں گے، میرے بچو! یاد رکھو کامیابی کا کوئی شارٹ کٹ نہیں ہوتا، اس لیے مجھ سے آج وعدہ کرو کہ دل لگا کر پڑھو گے اور اتحاد، تنظیم و یقین محکم کے زریں اصولوں کو اپنا کر ملک و قوم کی ترقی میں اپنا کردار ادا کرو گے، بولو کرتے ہو یہ وعدہ؟“

”ہاں...... ہم وعدہ کرتے ہیں۔“ وہ ہم آواز ہو کر بولے۔

اس کے ساتھ ہی ایک تیز ہوا کا جھونکا آیا اور موم بتی بجھ گئی۔

نجانے کتنا وقت گزر رہا تھا کہ اچانک راشد ہوش میں آیا۔ کمرے میں اندھیرا تھا، اس نے لائٹ جلائی تو علی بھی اٹھ کر بیٹھ گیا۔ دونوں کی آنکھیں نیند سے بوجھل تھیں، ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے وہ گہری نیند سے بیدار ہوئے ہوں۔

”کہیں ہم نے کوئی خواب تو نہیں دیکھا؟“ راشد نے علی سے پوچھا۔

واقعی ایسا لگ رہا تھا کہ دونوں کی آنکھ لگ گئی تھی لیکن ایک ہی خواب دونوں نے کس طرح دیکھا، وہ حیران تھے۔

”معلوم نہیں، لیکن مجھے یہ ضرور پتا ہے کہ اب ہم جاگ چکے ہیں۔“

علی نے پُرعزم انداز میں کہا۔

”راشد! کتابیں نکالو، پرچے میں ابھی دو دن ہیں، ان شاء اللہ تعالیٰ ہم تیاری پوری کر لیں گے۔“ پھر اس کمرے میں ایک اور روشنی بکھرنے لگی۔

علم کی شمع کی روشنی......!

☆☆☆

مسکراہٹ کے پھول

☆...... پہلا بیوقوف (دوسرے سے) کتنی حیرت کی بات ہے انڈے میں سے چوزہ نکلتا ہے۔''

دوسرا بیوقوف: ''اس سے بھی حیرت کی بات یہ ہے کہ وہ انڈے میں جاتا کس طرح ہے؟''

☆......ایک ملک میں بھیک مانگنا سخت جرم تھا۔ پندرہ سال قید بامشقت کی سزا تھی۔

ایک بھکاری نے کسی دروازے پر دستک دی۔ دروازہ کھلا ایک شخص نے باہر آ کر پوچھا۔ ''جی فرمایئے؟''

بھکاری نے نظریں جھکاتے ہوئے التجا آمیز لہجے میں کہا۔ ''جناب! میں کئی دن سے فاقے سے ہوں۔ آج کا دن بھوک کی حالت میں گزر گیا اور کل بھی۔''

اتنا کہا تھا کہ اس کی زبان اچانک رک گئی، کیونکہ اس نے ایک سپاہی کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔ بھکاری نے تیزی سے گردن اکڑائی اور سینہ تان کر بولا۔

''اور کل بھی اگر مجھے کھانا نہ ملا تو کوئی پروا نہیں میں کل بھی کھائے پیے بغیر رہوں گا اور آئندہ بھی بھوکا رہوں گا۔ میرا حوصلہ اب بھی بلند ہے۔''

☆......ایک ڈرائیور بس بہت تیز چلا رہا تھا۔ اچانک وہ زور زور سے قہقہے لگانے لگا۔ لوگوں نے ڈرائیور سے ہنسنے کی وجہ پوچھی تو وہ کھلکھلا کر بولا: ''میں تو یہ سوچ کر ہنس رہا ہوں کہ جب پاگل خانے والوں کو پتا چلے گا کہ میں پاگل خانے سے فرار ہو گیا ہوں تو کتنا مزہ آئے گا......!''

☆......ایک آدمی پولیس میں ملازمت کے لیے گیا۔ وہاں پہنچا تو اس سے انٹرویو میں سوال کیا گیا کہ بتاؤ ابراہیم لنکن کو کس نے قتل کیا؟

اس نے مہلت مانگی اور گھر آ گیا۔

گھر آ کر بیوی سے کہا کہ ملازمت مل گئی ہے۔

بیوی نے پوچھا وہ کیسے؟ شوہر نے کہا:

''کیونکہ آج ہی ایک قتل کی تفتیش میرے ذمے ہو گئی ہے۔''

مرسلہ: شائستہ احمد۔ لاہور

☆......ایک صاحب اپنے دوست کو بتا رہے تھے میں ایک دفعہ نیلام گھر میں گیا تھا اور میں نے ایک انعام بھی جیتا تھا۔

''اچھا'' لیکن تم سے کون سا سوال کیا گیا تھا؟''

''مجھ سے پوچھا گیا تھا کہ بلی کی کتنی ٹانگیں ہوتی ہیں؟'' میں نے جواب دیا تین''

''کمال ہے بلی کی تو چار ٹانگیں ہوتی ہیں، تمھارے جواب کو درست کیسے مان لیا گیا؟''

وہ صاحب کہنے لگے کہ اصل میں صحیح جواب کے قریب ترین میرا ہی جواب تھا۔

☆......جب امریکی پہلی دفعہ چاند پر پہنچے تو وہاں ایک پاکستانی کو بیٹھے پایا۔

انھوں نے اس سے پوچھا کہ تم ہم سے پہلے چاند پر کیسے پہنچ گئے؟''

پاکستانی نے روتے ہوئے جواب دیا:

''ٹریول ایجنٹ مجھے دبئی کے دھوکے میں یہاں چھوڑ گیا۔''

☆☆☆

سبقت لسانی

بعض اوقات انسان کے منہ سے ایسے الفاظ نکلتے ہیں جو ظرافت طبع کا سبب ہوتے ہیں۔ کچھ ایسا ہی ہماری جماعت میں ہوتا رہتا ہے۔ حفصہ ہماری ہم جماعت نے ایک بار کہا: ''حور! الماری دینا چابی اٹھانی ہے۔'' مدرسے کے برتن دھونے کی باری تھی اور صابن موجود نہیں تھا۔

ماہ نور بولی: ''حور صابن کے کھانے سے دفتر لے آؤ۔''

رات کو دسترخوان پر طالبات کھانا تناول کر رہی تھیں۔

ایک طالبہ نے پلیٹ صاف کرنے کی سنت پوری نہیں کی تو حور عینا نے اسے تاکید کی: ''سنت صاف کرو پلیٹ پوری نہیں ہوئی۔''

باجی جان نے کسی وجہ سے فریج بند کر دیا۔ اقرا نے حفصہ سے کہا: ''دیکھی یہ فریج لوگ آخر باجی کیوں نہیں کھول رہے؟''

(امیمہ اکبر، حور عینا، حفصہ صفدر، ماہ نور۔ کبیر والہ)

SERVING SPIRIT
HOMEO CARE
ONLINE CLINIC

✓ شفاء میرے نہیں بلکہ اللہ کے ہاتھ میں ہے دوا محض تدبیر ہے۔
✓ خواتین وحضرات اپنے ہر قسم کے عمومی اور مخصوص امراض کے علاج کیلئے رجوع کر سکتے ہیں۔
✓ اپنی بیماری کی تفصیلات لکھ کر یا وائس میسج کے ذریعے وٹس ایپ کر دیجئے۔
✓ مزید ضروری علامات بذریعہ وٹس ایپ ہی دریافت کر لی جائیں گی۔
✓ کال کرنے سے اجتناب کریں۔
✓ میڈیسن کی قیمت ایزی پیسہ کے ذریعہ پیشگی بھی ادا کر سکتے ہیں اور COD یعنی کیش آن ڈلیوری کی سہولت بھی دستیاب ہے۔
✓ ہر مریض کو آئی ڈی (ID) نمبر الاٹ کیا جاتا ہے تا کہ آئندہ کیلئے نام کی ضرورت نہ پڑے۔

ڈاکٹر عبدالقدوس ہاشمی
ایم بی بی ایس
آر ایم پی، آر ایچ ایم پی
ممبر نیشنل سنٹر فار ہومیوپیتھی امریکہ (1996) ممبر پاکستان اکیڈمی آف فیملی فزیشن
0317-0677400 0335-4511440

پیارے بچو! آج ہم آپ کو اپنی بیٹی کے ساتھ ہونے والا ایک بالکل سچا واقعہ سنا رہے ہیں۔

ہماری بیٹی ام ہانی گول مٹول، بھولی بھالی اور اکلوتی ہونے کی وجہ سے سب کی آنکھوں کا تارا ہے۔ زیادہ لاڈ پیار کی وجہ سے وہ تھوڑی ضدی ہوگئی تھی جیسا کہ اکثر لاڈلے بچے ہو ہی جایا کرتے ہیں، اس لیے ام ہانی بڑوں کی بات مشکل سے مانا کرتی تھی۔ اِس وجہ سے سارے گھر والے خصوصاً اس کی دادو بڑی پریشان رہا کرتیں۔

ام ہانی دوسروں کی بات تو کم ہی مانتی مگر اپنی بات منوانے کی بہت ہی ضد کرتی۔ اس کی دادو اسے جو بھی اچھی عادتیں سکھاتیں، وہ بڑی مشکل سے مانتی اور اپنی عقل کے مطابق جواز پیش کرتی رہا کرتی۔

ساڑھے چار سال کی عمر میں ام ہانی کا اسکول میں داخلہ کروایا گیا تو سب گھر والے خوش ہوگئے کہ اسکول کے اچھے ماحول میں رہ کر ہانی بھی اچھی اچھی باتیں سیکھے گی اور ضد کرنا چھوڑ دے گی مگر ایسا نہ ہوا۔

ایک دن دادو نے اسے بتایا کہ بازار میں شیاطین بہت زیادہ ہوتے ہیں اس لیے جب ہم کسی ضرورت کی وجہ سے بازار جائیں تو چوتھا کلمہ پڑھ لینا چاہیے۔ اس طرح ہم نہ صرف بازار کے شیطانوں سے محفوظ رہیں گے بلکہ بہت ساری نیکیاں بھی کما لیں گے۔

ہاں اگر ہم چوتھا کلمہ پڑھنا بھول جائیں تو بازار کے یہ شیطان ہمارے ساتھ چلتے ہوئے ہمارے گھر تک آجاتے ہیں اور جب ہم اپنے گھر میں داخل ہوتے ہیں تو وہ بھی ہمارے ساتھ اندر آجاتے ہیں اور پھر ہمیں تنگ کرتے ہیں، لیکن ہمارے پیارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں اُس وقت کا بھی ایک عمل بتایا ہے جس سے وہ ہمارے گھر میں داخل نہیں ہوسکیں گے، وہ یہ کہ جب ہم اپنے گھر میں قدم رکھتے ہوئے 'السلام علیکم' کہتے ہیں تو شیطان واپس چلے جاتے ہیں، یہ کہتے ہوئے کہ اس نے تو ہمیں اپنے گھر والوں کو اپنے رب کی سلامتی میں دے دیا ہے، اب ہم اس پر قابو نہیں پا سکتے!

لیکن اگر ہم گھر میں داخل ہوتے وقت سلام نہ کریں تو یہ سب کے سب شیطان ہمارے ساتھ گھر میں آجاتے ہیں اور پھر یہیں اپنا ٹھکانا بنا لیتے ہیں۔ اس کے بعد ہمارے سر پر سوار ہو کر ہم سے خوب برے برے کام کرواتے ہیں۔''

ام ہانی نے حسبِ معمول اس بات کو بھی لاپروائی سے سنا اور بھول گئی۔

یہی وجہ تھی کہ وہ جب بھی وہ اسکول وین سے اتر کر گھر کے گیٹ کے اندر داخل ہونے لگتی، دادو اسے یاد دلاتیں: ''بیٹا! السلام علیکم کہہ دو تاکہ تمھارے ساتھ آئے ہوئے شیطان گھر میں نہ گھس سکیں اور واپس چلے جائیں۔''

مگر ام ہانی بھلا اتنی آسانی سے بات ماننے والی کہاں تھی، وہ اپنے پیچھے مڑ کر دیکھتی تو وہاں اسے کوئی نظر نہ آتا، اور وہ اپنا سر گول گول گھما کر کہتی:

''کوئی بھی نہیں دادو! میرے پیچھے تو کوئی شیطان ویطان نہیں ہے، میں تو اکیلی ہی آئی ہوں۔''

یہ کہہ کر وہ سلام کیے بغیر مزے سے اندر بھاگ آتی۔

اب روزانہ کا یہی معمول تھا کہ دادو اسے لاکھ سلام کرنے کو کہتیں، مگر وہ کبھی سلام نہ کرتی اور خاموشی سے اندر چلی آتی۔

اس کی دادو اس بات پر بڑی فکر مند تھیں کہ ہانی کو سلام کی عادت کیسے ڈالیں؟

آخر ایک دن اللہ تعالیٰ نے اُن کی مشکل بڑے عجیب طریقے سے حل کردی۔

ہوا یوں کہ ایک دن جب ام ہانی اسکول سے واپسی پر گھر کے بڑے گیٹ میں داخل ہونے کے بعد اندر لاؤنج میں پہنچی تو اس کے پیچھے پیچھے ایک ڈراؤنی سی چیز بھی گھر میں داخل ہوگئی۔

کمرے میں کھڑی دادو نے اسے دیکھ لیا چلا کر کہا: ''ارے ہانی! دیکھو تو تمھارے پیچھے کون آرہا ہے؟''

ام ہانی نے مڑ کر دیکھا تو واقعی دروازے میں اسے ایک کالا سیاہ چھوٹا سا منہ نظر آیا جس کی خوف ناک آنکھیں اندھیرے میں چمک رہی تھیں۔

اس وقت گھر کے اُس گوشے میں کافی اندھیرا تھا۔

پھر تو بچو! ہانی نے گھبرا کر فٹافٹ ایک نہیں دو بار زور سے السلام علیکم کا نعرہ لگا دیا۔

جیسے ہی اس نے زور سے سلام کیا وہ کالا کالا ڈراؤنا سا منہ ایک دم غائب ہوگیا، اور ہانی بھاگ کر اپنی دادو سے لپٹ گئی۔

ڈر کے مارے اُس کے منہ سے بات بھی نہیں نکل رہی تھی۔

دادو اسے اپنے ساتھ لپٹاتے ہوئے بولیں:

''آج آخر تم نے اپنی آنکھوں سے دیکھ ہی لیا ناں؟''

ام ہانی نے اپنی بڑی بڑی آنکھیں پٹپٹائیں اور

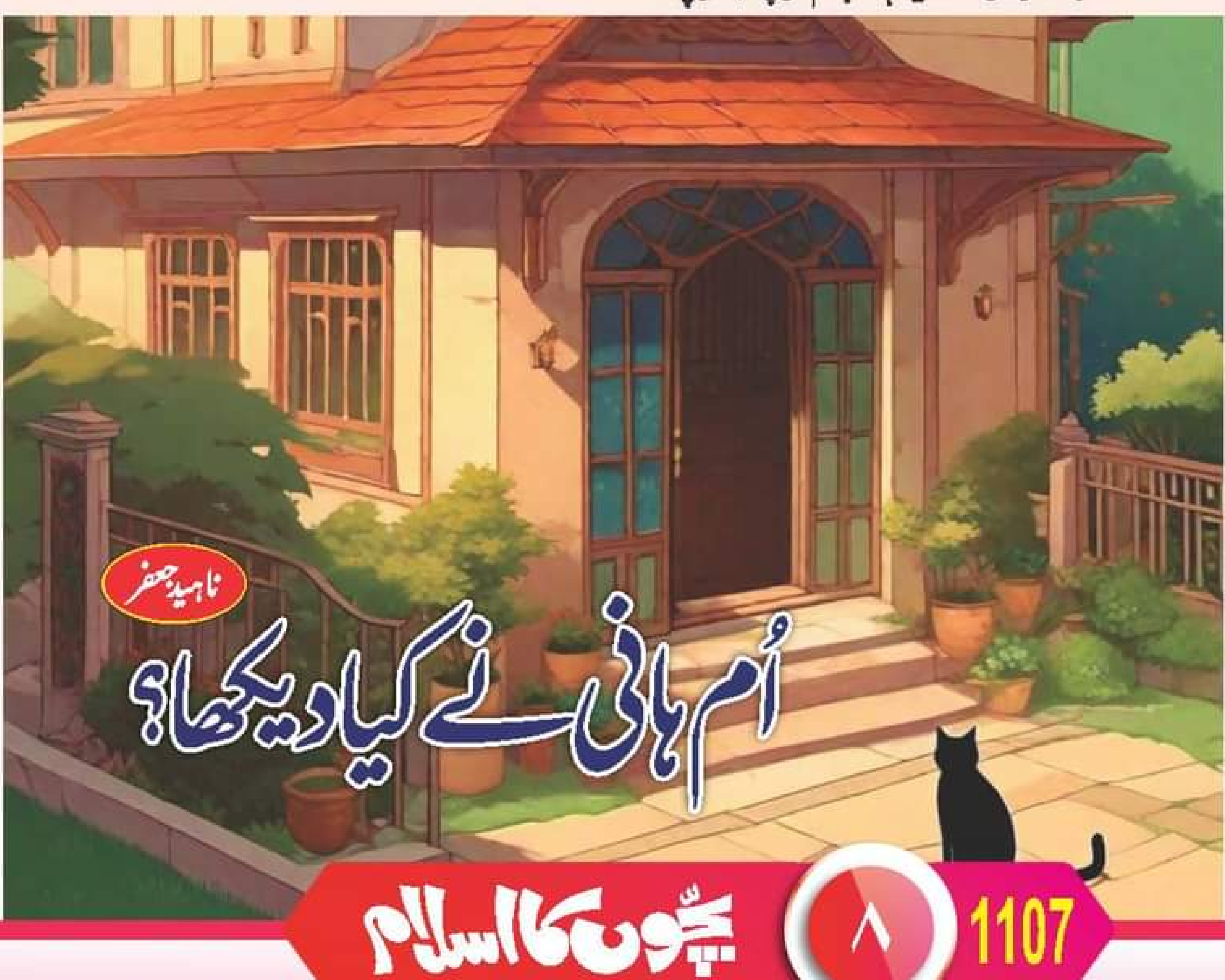

اُم ہانی نے کیا دیکھا؟

ناہید جعفر

کان پکڑتے ہوئے بولی:

"آج سے میری توبہ دادو! اب میں ضرور سلام کیا کروں گی، واقعی آج شیطان کو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ہے۔"

دادو نے مسکرا کر کہا: "ہاں، اور پھر شیطان سارا دن آپ کے سر پر سوار ہو کر آپ سے الٹی الٹی ضدیں کرواتا ہے اور آپ ہم سب کو تنگ کرتی ہو۔"

ام ہانی نے یہ سن کر شرمندگی سے سر جھکا لیا۔

وہ دن ہے اور آج کا دن، گھر میں داخل ہوتے ہوئے چاہے کوئی گھر والا نظر آئے یا نہ آئے، ہماری ہانی بٹیا گھر میں داخل ہوتے وقت سلام کرنا نہیں بھولتی۔

چلیں، آپ کو بتاتی ہوں کہ ام ہانی نے جو دیکھا تھا وہ کیا تھا؟

وہ ایک کالی بلی تھی جو دروازہ کھلتے ہی اللہ تعالیٰ کے حکم سے ام ہانی کے پیچھے پیچھے اندر آ گئی تھی۔

کمرے میں اندھیرا ہونے کی وجہ سے ام ہانی کو اس کی صرف شکل نظر آئی، باقی جسم نہ دکھائی دیا تو وہ پہچان نہ سکی، اور اسے عجیب وغریب شکل والا شیطان سمجھ بیٹھی۔

اور بچو! بالکل ممکن ہے کہ وہ بلی کے روپ میں اللہ تعالیٰ کی کوئی اور مخلوق ہی ہو، جس کی ڈیوٹی اللہ تعالیٰ نے ہماری بیٹی کی تربیت کے لیے لگائی ہو۔

ویسے یہ بات آج تک ہم نے اپنی بیٹی سے چھپائی ہوئی ہے۔ تھوڑی بڑی ہو جانے پر جب وہ غیب کی بات پر بغیر دیکھے یقین کرنے لگے گی، تب ہم اسے بتائیں گے۔

آپ سب بھی اپنے لیے اور ہم سب کے لیے دعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں موت تک ایمان بالغیب کی دولت نصیب فرمائے رکھے، آمین!

☆☆☆

جواہرات سے قیمتی

☆...... ہر کام میں ادب وتہذیب کا خیال رکھو۔ دین کے دو حصے ادب وتہذیب ہیں۔

☆...... حق پر جمے رہنا سب سے بڑا جہاد ہے۔

☆...... غم آخرت دل کا نور ہے۔

☆...... غصے میں کوئی ایسی بات نہ کرو جس سے بعد میں ندامت ہو۔

☆...... کام کرو کیونکہ کام سے غلطی، غلطی سے تجربہ اور تجربے ہی سے عقل آتی ہے۔

☆...... دوسروں کی برائیاں تلاش کرنے کی بجائے اپنی برائیاں دور کرنے کی کوشش کرو۔

☆...... ہر مشکل اور پریشانی میں جوش کی بجائے ہوش سے کام لو۔

☆...... ہمیشہ سچ بولو تاکہ قسم کھانے کی ضرورت نہ پڑے۔

بنت بشیر احمد۔ وہاڑی

ایمرجنسی

اپیل برائے فلسطین

پاک ایڈ ویلفیئر ٹرسٹ اسلام آباد

PAK AID WELFARE TRUST
TOGETHER WE CAN MAKE A DIFFERENCE

BEŞİR DERNEĞİ

SENED

بین الاقوامی رفاہی اداروں کے اشتراک کے ساتھ
مظلوم فلسطینی مسلمانوں تک آپ کا تعاون پہنچانے کے لیے کوشاں

مظلوم فلسطینی بھائیوں کے لیے پاک ایڈ کو عطیات دیجیے

A/C Title : PAK AID WELFARE TRUST FAYSAL BANK
Account No : 3048301900220720
IBAN : PK28 FAYS 3048 3019 0022 0720

پاک ایڈ ویلفیئر ٹرسٹ اسلام آباد

ہیڈ آفس: آفس نمبر 4 سیکنڈ فلور، MB سٹی مال پلازہ 8-I مرکز اسلام آباد — 0300 050 9840
اسلام آباد آفس: چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری، E.D.C بلڈنگ تیسری منزل موو ایریا، سیکٹر G-8/1 — 0310 533 2640
کراچی آفس: شاپ نمبر 4 پلاٹ نمبر سی 6 سٹریٹ نمبر 10 بدر کمرشل فیز 5 ایکسٹینشن ڈیفنس کراچی — 0300 050 9833
کراچی آفس: شاہ ہیون 45/1 میزانائن فلور، مین چورنگی محمد علی سوسائٹی کراچی — 0300 050 9836
لاہور آفس: UG-64 ایڈن ٹاور، مین بلیو وارڈ، گلبرگ، لاہور — 0300 050 9838
پشاور آفس: آفس نمبر 1091، بالمقابل جی پی او مرکزی صدر روڈ پشاور کینٹ — 0310 533 2634
راولپنڈی آفس: شاپ نمبر AA 740,741 ہملٹن روڈ، راجہ بازار، راولپنڈی — 0310 533 2633

ٹول فری نمبر: 0800 72980

(خصوصی طور پر بچوں کا اسلام کے نو عمر قارئین کے لیے سہل اور عام فہم انداز میں تلخیص کیا گیا!)

80

میرِ حجاز

اختر حسین عزمی

اس شخص کے معاملے میں، ہم نے جیسا صبر کیا ہے، ایسا صبر ہم نے کبھی کسی کے معاملے میں نہیں کیا۔"

حطیم میں بیٹھے سردارانِ قریش آپس میں گفتگو کر رہے تھے۔

یہ گفتگو چل رہی تھی کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحن حرم میں داخل ہوتے ہوئے نظر آئے۔ چلتے چلتے آپ حجرِ اسود کے قریب پہنچے۔ حجرِ اسود کو بوسہ دیا اور طواف کعبہ کرنے لگے۔ جب طواف کرتے ہوئے مشرکین کے مجمع کے قریب سے گزرے تو مشرکین نے پھبتیاں کسیں، چند نازیبا جملے کہے۔

قریش کی طعنہ زنی کے اثر سے چہرہ رسالت پر ناگواری کے آثار ظاہر ہوئے۔

دوسرے طواف میں جب ان کے پاس سے گزرے تو انھوں نے پھر طعنہ زنی کی اور چہرہ رسالت پر پھر ناراضی کے آثار نمودار ہوئے۔

تیسرے طواف میں جب آپ کا گزر سردارانِ قریش کی مجلس کے قریب سے ہوا تو انھوں نے پھر وہی نازیبا حرکت کی۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس بار ٹھہر گئے اور انھیں بآواز بلند پکارا:

"قریش کے لوگو! سن رہے ہو؟ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، میں تمھارے پاس تمھارے ذبح کا حکم لے کر آیا ہوں۔"

رسالت کے اس جلال پر سردارانِ قریش کے اوسان خطا ہو گئے۔ وہ سہم کر اس طرح ساکت و جامد ہو گئے گویا ان کے سروں پر پرندے آبیٹھے ہیں کہ اگر وہ ہلے تو وہ اُڑ جائیں گے، حتیٰ کہ ان میں سے جو سب سے زیادہ تیز طرار تھا، وہ بھی بڑے نرم الفاظ میں درخواست کرنے لگا: "اے ابوالقاسم! تشریف لے جایئے۔ ایسا تلخ جواب دینا آپ کی عادت تو نہ تھی۔"

چنانچہ پیغمبرؐ اسلام وہاں سے چلے گئے۔ دوسرے دن قریش حطیم میں بیٹھے ایک دوسرے کو گزرے واقعہ پر ملامت کر رہے تھے۔ وہ ایک دوسرے کو عار دلا رہے تھے کہ تم محمدؐ سے ڈر گئے تھے اور تمھیں بات تک نہ کرنی آئی۔ اسی دوران اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آتے نظر آئے۔ آپ کو دیکھتے ہی وہ سارے اٹھ کھڑے ہوئے اور انھوں نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گھیر لیا:

"تم ہمارے دین کا مذاق اڑاتے ہو۔"

"تم ہمارے بتوں کو کمزور گردانتے ہو۔"

"ہاں بے شک میں ایسا کہتا ہوں۔"

حضور نے جرأت آمیز لہجے میں جواب دیا۔

عمرو بن عاص کے نوخیز بیٹے نے دیکھا کہ اسی دوران ایک آدمی نے آپ کی چادر کو قریب سے پکڑ کر بل دینا شروع کیا۔

اسی اثنا میں ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس جمگھٹے میں داخل ہو گئے اور کفار کی اس زیادتی کو دیکھ کر ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

وہ روتے جاتے تھے اور بلند آواز سے لوگوں کو ڈانٹتے جاتے تھے:

"تمھاری بربادی! کیا تم ایسے آدمی کو قتل کرنا چاہتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے!"

اس کے بعد وہ لوگ آپ کو چھوڑ کر منتشر ہو گئے۔

جب سے ابولہب بنو ہاشم کا سردار بنا تھا، پیغمبرؐ اسلام پر کفار کی دست درازی کے واقعات بہت بڑھ گئے تھے۔ آہستہ آہستہ قریش کی جسارت بڑھتی جا رہی تھی۔

ابولہب کی بیوی اُم جمیل بپھری بپھری اپنے بھتیجے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو تلاش کرتی پھر رہی تھی۔

سورۃ اللھب کے نزول کے بعد جب اسے معلوم ہوا کہ قرآن میں نام لے کر اس کے شوہر اور خود اس کے طرز عمل کی مذمت کی گئی ہے تو وہ آپے سے باہر ہو گئی تھی۔ بات ہی کچھ ایسی تھی کہ دونوں میاں بیوی اپنے بھتیجے اور اس کے دین کی مخالفت میں اس گھٹیا سطح پر اتر آئے تھے کہ قریش کی روایتی وضع داری میں بھی اس کی گنجائش کم ہی تھی کہ ایک مرحوم بھائی کے بیٹے کے ساتھ چچا بدسلوکی کا رویہ اپنائے۔ عرب میں چچا کو باپ کی جگہ سمجھا جاتا تھا خصوصاً جبکہ بھتیجے کا باپ بھی فوت ہو چکا ہو تو چچا سے توقع کی جاتی تھی کہ وہ بھتیجے کو اولاد کی طرح عزیز رکھے گا۔

ویسے بھی عرب معاشرے میں رشتے داروں سے صلہ رحمی کو بڑی اہمیت حاصل تھی۔ قطع رحمی کو بہت بڑی برائی تصور کیا جاتا تھا۔ اسی روایت کے مطابق تو بنو ہاشم و بنو مطلب نے نہ صرف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت نہیں کی بلکہ وہ کھلم کھلا آپ کی حمایت پر کمر بستہ رہے، حالانکہ ان میں اکثر آپ پر ایمان بھی نہیں لائے تھے اور قریش کے دوسرے خاندان بھی ان کی اس حمایت کو عرب کی اخلاقی روایت کے عین مطابق سمجھتے تھے۔ اسی وجہ سے انھوں نے کبھی بنو ہاشم و بنی مطلب کو یہ طعنہ نہیں دیا کہ تم ایک دوسرا دین پیش کرنے والے شخص کی حمایت کر کے اپنے آبائی دین سے منحرف ہو گئے ہو۔ وہ اس بات کو جانتے اور مانتے تھے کہ بنو ہاشم کا اپنے عزیز کی پشتی بانی کرنا، قریش اور عرب، سب کے نزدیک ایک فطری امر ہے۔

عرب کے اس اخلاقی و روایتی اصول کو صرف ایک شخص نے اسلام دشمنی کے باعث توڑ ڈالا تھا اور وہ تھا ابولہب بن عبدالمطلب، جس نے ابتدائے دعوت سے نہ صرف بھتیجے کی دعوت کی مخالفت کی بلکہ قریش کے دیگر مخالفین کے ساتھ مل کر وہ بھتیجے کو رسوا ناکام کرنے کی ہر کوشش کا ساتھی بنا رہا۔ حتیٰ کہ جب سارا خاندان بنو ہاشم قریش کے فیصلے کے خلاف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تحفظ کے لیے شعب میں چلا گیا تو یہ واحد شخص تھا جو اپنے خاندان کی بجائے قریش کا ساتھی بنا رہا اور پھر یہی نہیں بلکہ شعب میں محصور لوگوں تک غلے اور اناج کی ترسیل کو روکنے کے لیے تاجروں کو محصورین سے منہ مانگے دام مانگنے پر تیار کرتا رہا اور ان کا مال نہ بکنے کی صورت میں خسارہ خود برداشت کیا۔ گویا وہ خود اپنے خاندان کو بھوکے مارنے پر تل گیا حالانکہ دوسرے خاندانوں کے لوگوں نے رحم کھاتے ہوئے چوری چھپے غلہ پہنچایا۔

ابولہب کی بیوی اُم جمیل کا بھی مستقل وطیرہ تھا کہ راتوں کو بھتیجے کے دروازے پر خار دار جھاڑیاں ڈال دیتی تاکہ صبح سویرے وہ اور ان کے بچے باہر نکلیں تو انھیں کانٹے

چیخیں۔ گھر میں کھانا پک رہا ہوتا تو دیوار سے اس پر غلاظت پھینک دیتی۔ اب خاندان سے بھتیجے کو طرد کرنے کے باوجود بھی ابولہب کو چین نہ آیا اور مکہ میں حج و عمرہ اور کاروباری مقاصد کے لیے آنے والوں کو اگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ملنے جاتے تو ان کا پیچھا کر کے عرب قبائل کو ان سے متنفر کرنا اس نے اپنا شیوا بنا لیا تھا۔ گویا اسلام دشمنی میں اس نے تمام عرب روایات کو پامال کر دیا تھا۔ آخر رب العالمین نے اس کا نام لے کر فرما دیا:

”ٹوٹ گئے ہاتھ ابولہب کے اور نامراد ہو گیا وہ۔

اس کا مال اور جو کچھ اس نے کمایا، وہ اس کے کسی کام نہ آیا۔

ضرور وہ شعلہ زن آگ میں ڈالا جائے گا اور اس کے ساتھ اس کی بیوی بھی، لگائی بجھائی کرنے والی، اس کے گلے میں مونج کی رسی ہو گی۔“

ابولہب کی بیوی اور ابوسفیان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی بہن ام جمیل اپنے گلے میں ایک قیمتی ہار پہنے رہتی تھی اور کہتی تھی کہ لات اور عزیٰ کی قسم! میں اپنا یہ ہار بیچ کر اس کی قیمت محمد کی عداوت میں خرچ کر دوں گی۔ قرآن کی اس تنقید سے وہ اس قدر مشتعل ہوئی کہ اس نے اپنی مٹھی میں سنگریزے تھامے اور پیغمبرِ اسلام کی تلاش میں نکلی۔

جب وہ صحن حرم میں داخل ہوئی تو اس کی زبان پر بھتیجے کی ہجو جاری تھی:

”مُذمماً عَصَینا، ہم نے مذمم کی نافرمانی کی (اس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اسم گرامی کو بگاڑ کر مذمم کہا، یعنی مذمت کیا گیا)

وَ اَمرہ اَبَینا، اس کے حکم کا انکار کیا۔

وَ دینہ قَلَینا، اور اس کے دین کو نفرت و حقارت سے چھوڑ دیا۔“

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اس وقت صحن حرم میں بیٹھے تھے، انھوں نے اُمِ جمیل کے یہ تیور دیکھے تو کہا:

”یا رسول اللہ! اُمِ جمیل آ رہی ہے اور مجھے اندیشہ ہے کہ آپ کو دیکھ کر وہ کوئی بے ہودگی کرے گی۔“

”وہ مجھے دیکھ ہی نہیں سکے گی۔“

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پُریقین لہجے میں کہا۔

تھوڑی ہی دیر میں وہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر پر کھڑی تھی:

”اے ابوبکر! تمھارا ساتھی کہاں ہے؟“

وہ قریب بیٹھے اللہ کے رسول کو دیکھ نہیں پا رہی تھی۔ ”مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ میری ہجو کرتا ہے۔ اللہ کی قسم اگر وہ مجھے مل گیا تو میں اس کے منہ پر یہ پتھر دے ماروں گی۔“

اس نے اپنی مٹھی کھول کر سنگریزے دکھاتے ہوئے کہا۔

”نہیں! اس گھر کے رب کی قسم! انھوں نے تمھاری ہجو نہیں کی۔ نہ وہ شعر کہتے ہیں اور نہ اسے زبان پر لاتے ہیں۔“

یہ جواب سن کر وہ واپس چلی گئی۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جواب کا مطلب یہ تھا کہ ہجو اللہ تعالیٰ نے کی ہے، اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو نہیں کی۔

اس کے جانے کے بعد ابوبکر صدیق نے عرض کیا:

”یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا اس نے آپ کو دیکھا نہیں؟“

”نہیں! اس نے مجھے نہیں دیکھا، اللہ نے اس کی نگاہ پکڑ لی تھی۔

(جاری ہے)

زندگی کا مقصد

دانیال حسن چغتائی، کہروڑ پکا

ایک کہاوت ہے کہ جہاز بندرگاہ میں زیادہ محفوظ رہتے ہیں، مگر جہاز اس لیے تو نہیں بنائے گئے ناں کہ وہ بندرگاہ میں کھڑے رہیں۔

انسان اگر اپنے ٹھکانے پر بیٹھا رہے۔ وہ نہ سفر کرے، نہ کوئی کام شروع کرے، نہ کسی سے معاملہ کرے تو ایسا آدمی بظاہر محفوظ اور پرسکون ہو گا، مگر انسان کو پیدا کرنے والے نے اسے اس لیے پیدا نہیں کیا ہے کہ وہ پرسکون طور پر ایک جگہ رہے اور پھر قبر میں چلا جائے۔

انسان کو اس لیے پیدا کیا گیا ہے کہ وہ کام کرے، وہ دنیا میں زندگی کی تعمیر کرے، اس مقصد کے لیے اسے دنیا کے ہنگاموں میں داخل ہونا پڑے گا۔ وہ ہارنے اور جیتنے کے تجربات سے گزرے گا۔ اسے کبھی نقصان ہو گا تو کبھی فائدہ۔ یہ عین فطری ہے، اور ایسے واقعات و حوادث کا اندیشہ ہونے کے باوجود انسان سے یہی مطلوب ہے کہ وہ زندگی کے سمندر میں داخل ہو اور اپنی جدوجہد میں کمی نہ کرے۔

مزید یہ کہ پرسکون زندگی کوئی مطلوب زندگی نہیں، کیونکہ جو آدمی مستقل طور پر سکون کی حالت میں ہو اُس کی ترقی رک جاتی ہے۔ ایسے آدمی کی فطرت میں چھپے ہوئے خزانے باہر آنے کا موقع نہ پا سکیں گے۔

اس کے برعکس ایک آدمی زندگی کے طوفان میں داخل ہوتا ہے تو اس کی چھپی ہوئی صلاحیتیں جاگ اٹھتی ہیں۔ وہ معمولی انسان سے اوپر اٹھ کر غیر معمولی انسان بن جاتا ہے۔ پہلے اگر وہ محض ایک ناتواں پودا تھا جو دوسرے درختوں کی چھاؤں میں پنپ رہا تھا تو اب وہ خود ایک عظیم الشان درخت بن جاتا ہے۔

زندگی جدوجہد کا نام ہے، زندگی یہ ہے کہ آدمی مقابلہ کر کے آگے بڑھے۔

زندگی وہ ہے جو سیلاب بن جائے نہ کہ وہ جو ساحل پر ٹھہری رہے۔

دیکھیے علامہ اقبال رحمہ اللہ اپنی قوم کے لیے باقاعدہ دعا کر رہے ہیں۔

خدا تجھے کسی طوفاں سے آشنا کر دے
کہ تیرے بحر کی موجوں میں اضطراب نہیں

☆☆☆

جگمگ ستارے!

ابو احمد سدیس

ہماری کائنات کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اتنا بڑا بنایا ہے کہ ہم تصور بھی نہیں کر سکتے۔ اس کائنات میں کھربوں نہیں بے شمار کہکشائیں ہیں، پھر ہر کہکشاں میں اربوں ستارے ہیں اور ہر ستارہ ہماری اس زمین سے لاکھوں گنا بڑا ہے۔ خود ہمارا سورج بھی ہماری کہکشاں "ملکی وے" کے اربوں ستاروں میں سے ایک ستارہ ہی تو ہے۔

ستارہ کہتے کسے ہیں؟

ستارے دراصل جلتی ہوئی گیس کے بڑے بڑے ڈھیر ہوتے ہیں، جو نیبولا میں اپنی زندگی کا آغاز کرتے ہیں۔ نیبولا گیس کے ایک بہت بڑے بادل کو کہتے ہیں جو بہت ہی بڑی جگہ پر خلا میں پھیلا ہوتا ہے۔

ستارہ کیسے پیدا ہوتا ہے؟

ستارہ کیسے بنتا ہے؟، اس کے لیے پہلے ہمیں سب سے چھوٹے ذرے یعنی ایٹم کو سمجھنا ہوگا۔ سائنس کا آٹھویں جماعت کا طالب علم بھی جانتا ہے کہ ایٹم بہت چھوٹے ہوتے ہیں، اتنے چھوٹے کہ آپ کی انگلی کی ایک نوک پر ۱۰ کروڑ ایٹم آسکتے ہیں اور نیوکلیس یعنی ایٹم کا مرکزہ تو ایٹم سے بھی ایک لاکھ گنا چھوٹا ہوتا ہے۔

ایٹم کے مرکزے میں دو قسم کے بنیادی ذرات ہوتے ہیں، ایک پروٹان جن پر مثبت چارج ہوتا ہے اور دوسرا نیوٹران جو نیوٹرل ہوتے ہیں یعنی ان پر کوئی چارج نہیں ہوتا۔ اس مرکزے کے گرد ایک اور ذرہ ہوتا ہے جسے الیکٹران کہتے ہیں جو مرکزے کے گرد کسی بادل کی صورت میں انتہائی تیز رفتار (ایٹو سیکنڈ) سے گردش کرتے ہیں۔

اگر کسی عنصر کے ایٹم کے مرکزے میں موجود بنیادی ذرات پروٹان، نیوٹران اور الیکٹران کو تبدیل کر دیا جائے تو اسے دوسرے عنصر میں تبدیل کیا جاسکتا ہے۔ مثلاً مرکری یعنی پارے سے ہم سونا بنا سکتے ہیں، اگر ہم پارے میں سے ایک پروٹان اور تین نیوٹران نکال دیں تو۔ بس یہی ایٹم اور عناصر کے خواص کی ایک دوسرے میں تبدیلی کسی بھی ستارے کے بننے کی بنیادی وجہ ہے۔

ہمارے ستارے سورج میں بھی پچھلے پانچ ارب سال سے عناصر کی ایک دوسرے میں تبدیلی ہو رہی ہے جسے نیوکلیئر فیوژن کہتے ہیں، اس عمل کے ہونے سے زبردست توانائی خارج ہوتی ہے اور یوں ہمارے سیارے زمین کو یہ توانائی روشنی (دھوپ) کی صورت میں فراہم ہوتی ہے۔

ستارے سائز، وزن اور درجۂ حرارت میں ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں۔ مثلاً ایک ستارہ ہمارے سورج سے ۴۵۰ گنا چھوٹا ہونے سے لے کر ایک ہزار گنا بڑا بھی ہوسکتا ہے۔ اسی طرح ایک ستارے کی سطح کا درجہ حرارت تین ہزار ڈگری سیلسیئس سے لے کر پچاس ہزار ڈگری سیلسیئس تک بھی ہوسکتا ہے۔ کسی ستارے کا رنگ اس کے درجہ حرارت سے طے ہوتا ہے، اسی طرح ہمیں اس کے رنگ اور اس کی چمک سے ان کے درجہ حرارت اور سائز کا پتا بھی لگ سکتا ہے۔

گرم ترین ستارے نیلے اور ٹھنڈے ستارے سرخ نظر آتے ہیں۔ ہمارا سورج ایک عام درمیانی درجہ حرارت والا ستارہ ہے تو اس کا رنگ پیلا ہے اور اس کی سطح کا درجہ حرارت ۵۷۸۰ کیلون ہے۔

اب ہم ایک چھوٹے ستارے (جیسا کہ ہمارا سورج ہے) کی پیدائش سے موت تک کے پانچ مراحل کے بارے میں پڑھتے ہیں:

پہلا مرحلہ:

خلا میں موجود گرد کے بہت بڑے بڑے بادلوں (نیبولا) میں ہائیڈروجن بہت زیادہ مقدار میں ہوتی ہے۔ کیونکہ ہائیڈروجن سب سے سادہ عنصر ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ جب کائنات کو اللہ رب العزت نے اپنے حکم سے پیدا فرمایا تو آگے کی تشکیلات بتدریج پیدا فرمائیں۔ ابتدا میں ۹۹ فیصد سے بھی زیادہ مقدار ہائڈروجن گیس تھی جبکہ باقی ایک فیصد سے بھی کم مقدار میں ہیلیم اور لیتھیم گیسیں تھیں۔ یہ گیسیں بہت بڑے گرد کے بادلوں (نیبولا) کی شکل میں ہوتی ہیں۔ ستارے اونچی کثافت والے انہی بادلوں (نیبولا) میں پیدا ہوتے ہیں۔ ہوتا یہ ہے کہ نیبولا میں کشش ثقل کی وجہ سے زبردست دباؤ پیدا ہونے لگتا ہے جس کی وجہ سے انتہائی حرارت بڑھتی ہے اور مادہ بہت زیادہ گرم ہو جاتا ہے۔

دوسرا مرحلہ:

یہ گرم مادہ ہی پھر پروٹو اسٹار کو تشکیل دیتا ہے۔ ایک پروٹو سٹار کا مرکزی درجہ حرارت ۱۵ ملین ڈگری سینٹی گریڈ تک پہنچ جاتا ہے۔

تیسرا مرحلہ:

اس درجہ حرارت پر پروٹو اسٹار میں ایٹمی ردعمل ہونے لگتا ہے۔ ہائڈروجن گیس نیوکلیئر فیوژن کے تحت ہیلیم میں تبدیل ہونے لگتی ہے اور یوں ہمارے سورج کی طرح کے ایک ستارے کا جنم ہو جاتا ہے۔ نیوکلیئر فیوژن کے اس عمل سے انتہائی زبردست توانائی خارج ہوتی ہے جس سے خلا کا وہ حصہ روشن ہو جاتا ہے۔ اسی کو ستارہ (سورج) چمکنا کہتے ہیں۔

تیسرا مرحلہ:

سورج جیسا ستارہ تقریباً دس ارب سال تک چمکتا رہتا ہے، یعنی تب تک، جب تک کہ تمام ہائیڈروجن

ہیلیم

بنانے میں نہ استعمال ہو جائے۔

چوتھا مرحلہ:

چوتھے مرحلے میں ہیلیم کاربن کی تشکیل کے لیے فیوژن کرنے لگتا ہے۔ جس سے ستارہ بیرونی تہوں کو پھیلانا شروع کر دیتا ہے اور دھیرے دھیرے زیادہ بڑا، ٹھنڈا اور کم روشن ہوتا چلا جاتا ہے۔ اس وقت اس کا رنگ سرخ ہو جاتا ہے۔

اس پھیلتے ہوئے ٹھنڈے اور کم روشن ستارے کو اب ''ریڈ جائنٹ'' کہا جاتا ہے۔

پانچواں مرحلہ:

ہیلیم کور بھی بالآخر ختم ہو جائے تو ستارہ گویا اپنی زندگی کے آخری مراحل میں داخل ہو گیا۔ اب یہ ایک سفید ڈوارف یعنی سفید بونا بن چکا ہے۔ سفید بونا ستارہ بالآخر ٹھنڈا ہوتے ہوتے بالکل مدھم پڑ جاتا ہے اور پھر ایک دن یہ چمکنا بند کر دیتا ہے۔ گویا اب اس کی موت واقع ہو گئی اور رب تعالیٰ کا فرمان صادق ہو گیا کہ کل من علیھا فان!

اب اس مردہ ستارے کو بلیک ڈوارف کہا جاتا ہے۔

اچھا یہ صرف ہمارے سورج جیسے چھوٹے ستاروں کی زندگی کی کہانی ہے۔ بڑے (سورج سے کم از کم تین گنا اور زیادہ سے زیادہ ہزار گنا بڑے) ستاروں کی کہانی تھوڑی سی مختلف ہوتی ہے، آیئے اِن بڑے ستاروں کی کہانی کو بھی پانچ مرحلوں میں سمجھتے ہیں:

پہلا مرحلہ:

بڑے ستارے چھوٹے ستاروں کی طرح ہی پیدا ہوتے ہیں۔ یہ ستارے بھی مستقل طور پر چمکتے رہتے ہیں جب تک کہ تمام ہائیڈروجن ہیلیم میں تبدیل نہیں ہو جاتی، البتہ جہاں چھوٹے ستاروں میں اس عمل میں اربوں سال لگتے ہیں، وہیں بڑے ستاروں میں یہ عمل لاکھوں سال میں پورا ہو جاتا ہے۔

دوسرا مرحلہ:

بڑا ستارہ آہستہ آہستہ ''ریڈ سپر جائنٹ'' بن جاتا ہے، جس کے ہیلیم کور کے گرد گیسیں پھیلتی رہتی ہیں۔

تیسرا مرحلہ:

اگلے کچھ لاکھ برس بعد ہیلیم کور کا درجہ حرارت اتنا بڑھ جاتا ہے کہ نیوکلیئر فیوژن کے تحت ہیلیم مزید بھاری عناصر میں تبدیل ہونا شروع ہو جاتی ہے، جیسا کہ کاربن اور نی اون وغیرہ۔ یہ عناصر مزید زیادہ بھاری عناصر میں تبدیل ہوتے رہتے ہیں، حتیٰ کہ کور لوہے تک پہنچ جاتا ہے تو اس وقت مزید فیوژن نہیں ہوتی، کیونکہ درجہ حرارت اتنا زیادہ نہیں رہتا۔

چوتھا مرحلہ:

کور میں دباؤ بدستور بڑھتا رہتا ہے اور پھر ایک دن کور ایک سیکنڈ سے بھی کم عرصے میں پھٹ جاتا ہے، جس سے ایک زبردست دھماکا ہوتا ہے جسے سپر نووا کہا جاتا ہے، یہ اتنا بڑا دھماکا ہوتا ہے کہ ہم انسانوں کے تصور سے باہر ہے۔

پانچواں مرحلہ:

اِس عظیم دھماکے کے بعد ستارے کا کور بچ جاتا ہے جو اَب نیوٹران ستارہ کہلاتا ہے۔ نیوٹران ستارہ اگر زیادہ بھاری ہوا تو بہت جلد وہ ایک بلیک ہول بن جائے گا اور اپنے آس پاس کی اشیاء کو تیزی سے نگلنا شروع کر دے گا۔

سیارے اور ہماری زمین:

اب سوچنے کی بات یہ ہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ ہماری زمین تو بہت سارے عناصر آکسیجن، فاسفورس، کاربن، لوہا اور سیلیکان وغیرہ سے مل کر بنی ہے۔

اب ابتدا میں تو جب لوہا اور آکسیجن موجود ہی نہیں تھے تو پھر یہ کہاں سے آئے......؟

اُس کا جواب ہمیں انہی بڑے ستاروں کے اندر ہونے والے نیوکلیائی فیوژن کے عمل اور اُن کی موت میں ملتا ہے، جیسا کہ ہم نے اوپر پڑھا کہ یہ بڑے ستارے تیزی سے بھاری عناصر بناتے جاتے ہیں اور بالآخر ایک بڑے دھماکے سے پھٹ جاتے ہیں۔

اُن کے پھٹنے کے بعد وہ سارے بھاری عناصر کہکشاں میں پھیل جاتے ہیں۔ انہی بھاری عناصر سے پھر بحکم خدا سیاروں کی تشکیل ہوتی ہے،

جیسا کہ ہمارا یہ پیارا گھر، ہماری نیلی زمین......!

☆☆☆

بہترین جنگی حکمت عملی

ارشد صادق

ایران کی لڑائیوں میں ایک لڑائی جنگ نہاوند کے نام سے یاد کی جاتی ہے۔

نہاوند والے قلعہ بند تھے اور شہر کے باہر خندقیں کھود رکھی تھیں، جس کی وجہ سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین فصیل کے قریب بھی نہیں جا سکتے تھے۔

لشکر اسلام کے عالی دماغ سپہ سالار حضرت نعمان بن مقرن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک چال چلی اور تمام لشکر کو مسلح و مرتب کر کے شہر سے چھ سات میل پیچھے ہٹا لیا اور حضرت قعقاع رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھوڑی سی فوج لے کر شہر پر حملہ آور ہوئے۔

شہر والے تھوڑی سی فوج دیکھ کر خوشی خوشی مقابلے کے لیے نکلے۔

حضرت قعقاع مقابلے کے دوران میں حکمت عملی کے تحت اسلامی فوج کو آہستہ آہستہ پیچھے ہٹاتے چلے گئے۔

کفار فتح کی خوشی میں آگے بڑھتے چلے گئے۔ جب شہر سے کافی دور نکل آئے تو حضرت نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بقیہ فوج کے ساتھ چاروں طرف گھیر کر حملہ کر دیا۔

بڑے زور کی جنگ ہوئی۔ اسلام کے شاہینوں نے کفار کو جہنم رسید کیا۔

باقی ماندہ کفار واپس بھاگے تو اپنی کھودی ہوئی خندقوں میں گر کر مارے گئے۔

☆☆☆

مولوی شبیر احمد۔ وہاڑی

اک لمحہ جو امر ہو گیا

میرے ایک دوست قاری صاحب نے فون کیا کہ ہمارے مدرسے کا ختم قرآن مجید اور دستار بندی کا پروگرام ہے، جس میں مولانا محمد نواز صاحب سیال نقشبندی مدظلہ العالی تشریف لا رہے ہیں، آپ اس میں اسٹیج سیکریٹری ہوں گے۔

حضرت مولانا محمد نواز صاحب کا اسم گرامی سن کر مجھے بے حد خوشی ہوئی۔ آپ میرے شرح جامی کے استاد ہیں۔ فراغت کے بعد کئی بار زیارت کا شرف تو ملا مگر ملاقات نہ ہو سکی تھی، کیونکہ حضرت اسٹیج پر ہوتے اور میں جلسہ گاہ میں۔

یہ ایک چھوٹے سے گاؤں کا پروگرام تھا اور امید واثق تھی کہ اس بار زیارت و ملاقات ضرور ہوگی۔

حضرت تشریف لائے، بیان فرمایا، دستار بندی کرائی اور پھر بعد از دعا دستر خوان پر تشریف لائے۔ تعارف ہوا تو حضرت پہچان گئے اور پھر بہت سی پرانی یادیں تازہ ہوئیں، جن میں سے ایک کا تفصیلی تذکرہ پیش خدمت ہے۔

میں نے پرائمری کا امتحان پاس کیا تو والد صاحب نے فیصلہ سنایا کہ رمضان شریف کے بعد اسے دار العلوم عیدگاہ کبیر والہ داخل کراؤں گا۔ میرے والد صاحب یہیں کے فاضل تھے۔

۱۰ شوال کو والد صاحب کے ہمراہ دار العلوم پہنچا۔ میری عمر اس وقت بمشکل تیرہ برس تھی۔ چھوٹا سا قد، کمزور جسم، خالص دیہاتی بچہ جسے سوائے مادری زبان سرائیکی کے کوئی زبان نہیں آتی تھی۔

والد صاحب خود عالم تھے۔ اسکول تعلیم کے دوران فارسی کی مروجہ کتب مجھے پڑھا دی تھیں، اس لیے مجھے درجہ صرف میں مولانا ظفر احمد قاسم صاحب کے پاس داخل کرا دیا۔ سب طلبہ بڑے بڑے، میں سب سے چھوٹا۔ استاذ صاحب پڑھاتے تو مجھے صرف ونحو کی اصطلاحات سمجھ میں نہ آتیں۔ مسند، مسند الیہ، مضاف، مضاف الیہ میں فرق سمجھ میں نہ آتا۔ ابواب مثال، اجوف ناقص وغیرہ خلط ملط ہو جاتے۔ ارشاد الصرف میں قوانین کی فارسی عبارتیں زبانی یاد نہ ہوتیں۔ بڑے طلبہ سے یاد کرواتا، پھر اکیلے بیٹھ کر رٹتا اور دہراتا رہتا۔ رٹا لگانے سے سبق یاد تو ہو جاتا مگر سمجھ میں کچھ نہ آتا تھا۔

گھر آ کر والدہ سے اپنی مشکلات اور کوئی ہنر سیکھ لینے کے فضائل بیان کرتا کہ شاید وہ میرے حال پر رحم کھائیں، مگر والد صاحب سے بات کرنے کی ہمت نہ ہوتی۔

میرا شمار جماعت کے کمزور طلبہ میں ہوتا اور میں احساسِ کمتری کا شکار رہتا اور یوں میں حالات کے مدوجزر کے تھپیڑے کھاتا، ہدایہ اولین تک آن پہنچا۔

یہ وہ دور تھا جب اکثر امتحانات تقریری ہوتے۔ کل نمبر ۵۰ ہوتے، ۴۰ والا پاس شمار ہوتا اور اعلیٰ کارکردگی والے طالب علم کو اکاون باون نمبر بھی ملتے۔ نتیجہ تمام طلبہ کی موجودگی میں مسجد میں سنایا جاتا جو ایک بہت مشکل مرحلہ ہوتا۔

ایک بار ہدایہ اولین کا امتحان دینے ہم مولانا محمد نواز صاحب کی درس گاہ میں پہنچے۔ دورانِ امتحان حضرت نے ایک طالب علم سے سوال فرمایا کہ دورانِ نماز قہقہہ لگانے سے نماز بھی ٹوٹ جاتی ہے اور وضو بھی تو نماز جنازہ میں قہقہہ لگانے سے وضو کیوں نہیں ٹوٹتا؟

مگر وہ طالب علم جواب نہ دے سکا۔

گو میرا شمار کمزور طلبہ میں ہوتا تھا مگر یہ جزئی مجھے یاد تھی۔ دل میں خیال آیا کہ اے کاش یہ سوال مجھ سے پوچھ لیا جائے مگر دیکھا تو درمیان میں دس سے بارہ طلبہ کا فاصلہ تھا اور میں ایک ناممکن اور محال بات کی تمنا کر رہا تھا، لیکن خدا کا کرنا یہ ہوا کہ دوسرا پھر تیسرا طالب علم بھی جواب نہ دے سکا اور یوں فاصلہ کم ہونے لگا۔ میرے دل کی دھڑکنیں تیز ہونے لگیں، پھر اللہ تعالیٰ نے ناممکن کو ممکن کر دکھایا اور وہ سوال ایک لمبا سفر طے کر کے مجھ تک آن پہنچا۔

استاذ صاحب نے شاید رسماً ہی مجھ سے فرمایا:

”جی! آپ بتائیں۔“

آپ کے چہرے کے تاثرات سے یہ ظاہر تھا۔ ”یہ منہ اور مسور کی دال۔“

میں گویا ہوا: ”بول و براز خون، پیپ اور ریح کے اخراج سے نجاست جسم سے خارج ہوتی ہے تو عقل بھی مانتی ہے کہ اخراجِ نجاست سے وضو ٹوٹ جاتا ہے مگر قہقہہ لگانے سے ایسا کچھ نہیں ہوتا تو وضو کیوں ٹوٹتا ہے؟ اور پھر نماز کے علاوہ قہقہہ لگانے سے بھی وضو نہیں ٹوٹتا تو پھر نماز میں کیوں ٹوٹتا ہے؟

مگر چونکہ حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واقعے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قہقہہ لگانے والوں کو نماز اور وضو لوٹانے کا واضح حکم دیا ہے تو اس پر عمل کیا جائے گا اور دورانِ نماز قہقہہ لگانے والے کو نماز اور وضو دہرانے کا حکم دیا جائے گا لیکن چونکہ اس حکم کی حکمت سمجھ میں نہیں آتی اور فقہ کا اصول ہے کہ خلافِ سمجھ احکامات اپنے مورد تک محدود رہتے ہیں، اس لیے اُس کا حکم نمازِ جنازہ پر نہیں لگے گا۔“

اللہ تعالیٰ نے مجھے اتنا بولنے کا حوصلہ دیا کہ میں بولتا ہی چلا گیا۔

مولانا محمد نواز صاحب کے چہرے پر حیران کن مسکراہٹ آ گئی۔ اُدھر پوری جماعت اس خلافِ توقع بات پر حیران اور ”تک تک دیدم دم نہ کشیدم“ والی کیفیت میں تھی، حتیٰ کہ میرے آخری الفاظ پر سب کی زبان سے سبحان اللہ ماشاء اللہ ادا ہوئے۔

میری خوشی کی انتہا نہ تھی۔ دل اچھل اچھل کر باہر آ رہا تھا۔ لبوں پر ایک فاتحانہ مسکراہٹ تھی اور یوں لگتا تھا جیسے آج میں نے ایک بہت بڑا معرکہ سر کر لیا ہو۔

استاذ محترم نے مسکراتے ہوئے ایک لمبی سانس لی اور عربی میں جو فرمایا، اسے میں شعر کی صورت یوں کہوں گا:

کچے گھڑے نے جیت لی ندی چڑھی ہوئی
مضبوط کشتیوں کو کنارہ نہ مل سکا

استاذ صاحب کے الفاظ میں گو میری خالص تعریف تو نہ تھی مگر میرے لیے یہ الفاظ زیست کا سرمایہ ہیں۔ اس واقعے کو تقریباً بیالیس سال گزر چکے ہیں مگر میں آج بھی جب اسے سوچتا ہوں تو دل سرشار ہو جاتا ہے۔ میری زندگی کا یہ لمحہ میرے لیے امر ہو گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ میرے استاذ محترم کو سلامت رکھے، آمین!

☆☆☆

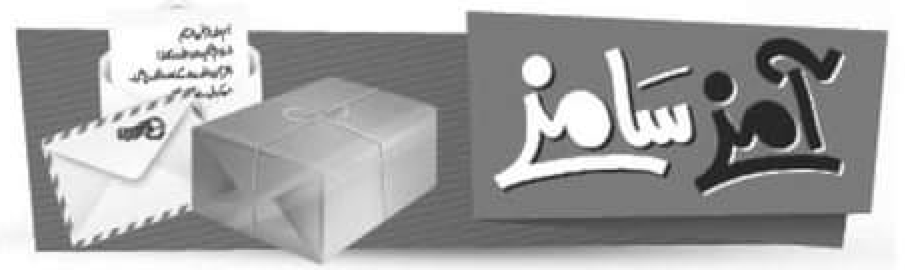

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

☆ 'نوابی اور خرابی' دستک کی باتیں سیدھی دل پر جالگیں۔'خود کو مالک سمجھ بیٹھا تھا' ایک خوب صورت سبق تھا۔'سرزمین حجاز' پڑھتے پڑھتے رہے اور بس پڑھتے ہی چلے گئے۔ کیا ہی حسین سفر تھا۔ اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ہم ان رسالوں سے وابستہ ہیں اور ہمیں ہیروں کو پڑھنے کا موقع مل رہا ہے، ایک سے بڑھ کر ایک ہیرا ہے آپ کے پاس تو ماشاء اللہ۔'ججا کے کارنامے' ہمیشہ کی طرح بہت پسند آئے۔ تمنائے حرم' محمد اسامہ سرسری کی نظم کو سرسری نہیں غور سے پڑھا۔ آج کل مولانا محمد اشرف بس خط پر ہی اکتفا کرتے ہیں۔ شمارہ ۱۰۸۹ کی دستک "ہاں بھئی اور سناؤ" پڑھ کر سوچا کہ آپ تو چن چن کر موضوع اٹھاتے ہیں بھئی واہ۔ مختصر پر اثر میں ہارٹ اٹیک سے بچاؤ تحریر بہت پسند آئی عنبر نے لکھ کر نماز کے کمرے میں چسپاں کر دیا ہے تا کہ سب لوگ پڑھیں۔ اقرأ افرید (پنڈی گھیب) کے جواہرات سے قیمتی شاندار تھے!'ان کے کوچے میں' بہت اعلیٰ۔ کہانی 'آسان حل' میں شازیہ نور بہنا عرصے بعد نظر آئیں۔ ویسے آپ سے ایک شکایت ہے کہ مشہور لکھاریوں کے ساتھ آپ اب ان کے شہر کا نام نہیں لکھتے، آئندہ لکھیے گا۔' (حفصہ کائنات بنت محمد آصف۔ ویسہ تحصیل حضرو، ضلع اٹک)

ج: جو لکھاری اپنے نام کے ساتھ اپنے شہر کا نام لکھتے ہیں ہم بھی لکھتے ہیں، جو نہیں لکھتے ہم بھی نہیں لکھتے!

☆ یہ میرا دوسرا خط ہے۔ بچوں کا اسلام ۱۰۹۴ آنکھوں کو فرحت بخش رہا ہے۔ سرورق بہت ہی خوب صورت ہے۔ آپ کا تصوراتی سفر بہت عمدہ جا رہا ہے۔ نادر صدیقی صاحب کی نظم باکمال ہے۔ عالیہ ایمان کی 'میری لائبریری' کی طرح ہمارا مشن بھی جاری ہے۔ 'نتیجہ کیا نکلا؟'' میں 'بھیڑیا اور مینا' کے بارے میں بہت کچھ کہنے کو دل چاہتا ہے مگر۔'میر حجاز' اور 'ان کے کوچے میں' عشق میں غوطہ زن ہو کر لکھی گئی تحریریں ہیں۔'شکر پڑیاں' کی طرح کے مضامین چھپتے رہیں تو ننھے پاکستانیوں کو اس 'پاک سرزمین' کے بارے میں مفید معلومات کے ساتھ ساتھ حب الوطنی کی 'گھٹی' بھی مل جائے گی۔ آخر میں ایک معصومانہ سوال ہے کہ کیا ہمیں بھی 'مختصر پر اثر' اور 'آمنے سامنے' میں جگہ مل سکتی ہے؟

(محمد اسد اللہ ناصر۔ بہاول پور)

ج: جی ہاں! سوال بلکہ آپ سے ہے کہ بھلا کیوں نہیں مل سکتی؟

☆ شمارہ ۱۰۹۴ خریدتے ہوئے میں اپنے ابو جی کے ساتھ تھی۔ جونہی میری نظر آخری صفحے پر پڑی تو 'شکر پڑیاں' موٹے حروف میں جگمگا رہا تھا۔ دیکھتے ہی اس وقت جو خوشی ہوئی وہ بیان سے باہر ہے۔ میں اور میرے ابو جی تو اس تحریر کو بھول چکے تھے لیکن آپ نے شائع کر کے ہمیں جو اچانک خوشی دی واقعی وہ بے مثال ہے۔ آپ کا بہت بہت شکریہ!'ان کے کوچے میں' بہت ہی دلچسپ سفرنامہ ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ہم بھی ان کے ساتھ ساتھ زیارتیں کر رہے ہیں۔

(منیبہ جاوید۔ چک احمد آباد، اٹھارہ ہزاری، جھنگ)

ج: بس ہم بھی چاہتے ہیں کہ سب لکھاری اپنی تحریریں بھول جائیں اور جب اچانک شائع ہوں تو انھیں انوکھی بے مثل خوشی ہو۔

☆ بچوں کا اسلام کا سب سے پسندیدہ سلسلہ 'میر حجاز' ہے، جس کو پڑھ کر بعض اوقات خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی قربانیوں پر آنکھیں نم ہو جاتی ہیں۔ حدیث پڑھ کر اس پر عمل کی کوشش کرتی ہوں۔ ویسے اب یہ رسالہ میں نے اپنے گھر بھی لگوانا ہے۔ کیسے لگوائیں؟

(عائشہ ریاض، ماہ نور قاسم، عائشہ قاسم، شمائلہ۔ کبیر والہ)

ج: رسالہ گھر پر لگوانے کا طریقہ بار بار بتایا جاتا ہے، خیر ایک بار پھر نوٹ کر لیجیے:

اتوار کو شائع ہونے والا ہفت روزہ بچوں کا اسلام اور بدھ کو شائع ہونے والا ہفت روزہ خواتین کا اسلام دونوں یا کوئی بھی ایک رسالہ اپنے گھر پر سال بھر کے لیے دفتر (روزنامہ اسلام کراچی) سے جاری کروانے کے لیے اس نمبر (03213557807) پر اپنا مکمل پتا مع فون نمبر واٹس ایپ کر دیں۔ علاوہ ہفتہ اتوار دفتری اوقات میں یعنی صبح نو سے شام پانچ بجے تک فون بھی کر لیں۔ آپ کو سال بھر کے لیے آپ کے گھر کے پتے پر رسائل جاری کر دیے جائیں گے۔ دونوں رسائل کے چار ہزار روپے یا اگر ایک رسالہ لگوانا ہو تو دو ہزار روپے اسی نمبر پر ایزی پیسہ یا موبی کیش کر دیں۔

بیرون ملک رہنے والے قارئین اکثر واٹس ایپ پر پی ڈی ایف کی فرمائش کرتے ہیں۔ ان کے لیے بھی ایک پیکج ہے کہ وہ ہر اتوار اور بدھ کو دونوں رسائل کی پی ڈی ایف حاصل کرنے کے لیے اس نمبر (03424198208) پر واٹس ایپ پر رابطہ کر لیں۔

☆ دستک 'ہاں بھئی اور سناؤ' نے حیران کر دیا۔ ایسا ہی ہوتا ہے۔'افریقہ سے آم آیا ہے' اثر ماموں کو آم کی پیٹی مبارک ہو مگر ذرا دھیان سے کہ 'بادشاہ سلامت' گرم مزاج بھی رکھتے ہیں۔'تعلقات کی مار' افسوس ناک امر ہے۔ انسان کو 'تعلقات' کا سہارا کم سے کم ہی لینا چاہیے ورنہ افسوس تو ہوتا ہی ہے اعتبار بھی ہمیشہ کے لیے رخصت ہو جاتا ہے۔'میں کل سے مسجد نہیں آؤں گا' واہ مولانا صاحب نے کس احسن انداز سے نوجوان کا اعتراض دور کر دیا۔'ان کے کوچے میں' صفا و مروہ پہاڑیوں سے متعلق خوب صورت وضاحت اور برستی بارش میں سعی کے چکر...... اللہ اکبر!'آمنے سامنے' کی چہل پہل نے خوش کر دیا۔ حور عینا بہنا کے حق میں ہماری بھی یہی دعا ہے۔'جواہرات سے قیمتی' پر اپنا نام لکھا دیکھا تو حد درجہ خوشی ہوئی۔ اللہ جی ہمیں خوش کرنے پر آپ کو بھی خوشیوں سے مالا مال فرمائیں اور آپ سے راضی ہو جائیں، آمین! (اقرأ افرید۔ پنڈی گھیب، اٹک)

ج: آمین ثم آمین! جزاک اللہ خیراً۔

☆ قرآن وحدیث کے بعد دستک کو پڑھا۔ آپ کا تصوراتی سفر بہت اچھا جا رہا ہے۔ ڈاکٹر نوید احمد کو اللہ تعالیٰ جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے، آمین ثم آمین۔ گردیپ سنگھ نے دل کو چھو لیا۔ "مل کر بولو پاکستان" نظم پڑھ کر دل باغ باغ ہو گیا۔'جو شخص چاہے' تحریر پڑھی۔ ہمیں ایسے لوگوں سے سخت الجھن ہوتی ہے جو عوامی جگہوں پر سگریٹ پیتے ہیں۔ پچھلے شماروں میں آپ نے ہمارے جو خط شائع کیے ان کے لیے آپ کا بہت بہت شکریہ اللہ آپ کو لمبی عمر عطا فرمائے آمین۔

(فہد اللہ قمر۔ کوٹھے والا ملتان)

ج: صرف لمبی عمر تو نعمت نہیں، ایمان واعمال والی اور عافیت ومسرت والی عمر البتہ نعمت ہے! آپ کو بھی یہ نعمت عطا ہو، آمین!

☆ شمارہ ۱۰۹۷ میں احمد حاطب صاحب کی نظم 'استاد محترم کو میرا اسلام کہنا' بہت ہی زیادہ پسند آئی۔'ان کے کوچے میں' بہت شوق سے پڑھ رہے ہیں۔ دستک 'اک تصوراتی سفر کی روداد' ہمیں بہت ہی پسند آ رہی ہے۔ شدت سے انتظار ہے کہ مدیر محترم اپنی ٹیم کے ساتھ کب ہمارے سوہنے شہر پشاور پہنچیں گے؟ پچھلے شمارے میں دستک کی غیر حاضری ایک آنکھ نہ بھائی۔'اندر کی باتیں' چاند میاں کے باتوں نے بہت محظوظ کیا۔'نتیجہ کیا نکلا؟' سبق آموز حکامات پر مشتمل تھا۔'ایک کہانی بڑی نرالی' واقعی نرالی تھی لیکن 'آگے جاری ہے' نے منہ چڑایا۔ آمنے سامنے میں اپنا خط پا کر ایسی خوشی ملتی ہے گویا ہفت اقلیم کی دولت مل گئی۔ (ع۔ ز۔ ام رمیصاء۔ پشاور)

ج: پھولوں کے شہر پشاور تو ہم آ نہ سکے، چلیں ایک بار پھر ہفت اقلیم کی دولت مبارک ہو۔

☆☆☆